واقف ہو تمین کو کبھی اوسکے دام مین نہ آتین -
امراؤ - مین پڑھون گی - کسی کتاب کا نام لیجئے -

خانم کا مکان چوک مین بہت ہی محفوظ جگہہ ہے - پچھم کی طرف بازار ہے - اوتر دکھن اونچی اونچی رنڈیون کے کمرے ہین - ایک طرف بیبا جان کا مکان ہے - دوسری طرف حسینن باندی رہتی تھین - پچھواڑے میر حسین علی صاحب کا دیوانخانہ ہے - غرضکہ کسی جانب سے چور کا لگاؤ نہین ہے - اسپر بھی تین پاسی نوکر تھے جو رات بھر کوٹھون پر پھرتے رہتے تھے - جب سے فیض علی کی آمد رفت شروع ہوئی - منگا پاسی خاص میرے کمرے کے دروازے پر رہتا تھا - کیونکہ فیض علی رات گئے آیا کرتے تھے - اور پہر رات رہے چلے جاتے تھے - دروازے بند کرنے اور قفل لگانے کے لیے منگا مقرر کیا گیا تھا -
شب کو حسب وعدہ فیض علی آئے - تھوڑی دیر تک چپکے چپکے چل نکلنے کے مشورے ہوا کیے اتنے مین منگا نے انگڑائی لی - معلوم ہوا کہ جاگ رہا ہے - فیض علی نے اوسے کمرے مین بلایا - ایک روپیہ جیب سے نکال کے دیا - کہا جاؤ - کولی کی دوکان سے اکی امرتیان لے آؤ - اور اے لو - یہ روپیہ انعام لو - تمکو ہمنے کچھ نہین دیا تھا - دروازہ بھیڑ دینا - ہم جاگ رہے ہین - کوئی ڈر نہین - منگا سلام کرکے کمرے کے باہر نکلا - فیض علی نے کہا - لو اب چلو - مین اوٹھی - دو جوڑے کپڑے دن ہی سے گٹھری مین باندھ رکھے تھے - زیور کا صندوقچہ مین نے پہلے ہی کھسکا دیا تھا - گٹھری بغل مین دبائی - اکبری دروازے کی طرف کا راستہ لیا - نخاس مین بیل گاڑی پہلے سے ٹھہری کی گئی تھی ہم دونون سوار ہوے - اور چل نکلے - ہنڈولے کے ناکے سے تھوڑی دور جا کے فیض علی کا سائیس گھوڑا لیے ہوے ملا - وہ بھی بہل کے ساتھ ہو لیا - صبح ہوتے ہوتے موہن لال گنج پہونچے - یہان کسرائے مین دوپہر تک قیام ہوا - بھٹیاری سے کھانا پکوا کے کھایا -

دال ارہر کی بے نمک پھیکی ؎
مطلقاً جسمین بو نہ تھی گھی کی ؎

تیسرے دن راے بریلی مین داخل ہوے - یہان سفر کے مناسب کپڑا خریدا - میرے دو جوڑے بنوائے - لکھنؤ سے جو کپڑے پہن کے آئی تھی اونھین اوتار کے گٹھری مین باندھ

راے بریلی سے بیل گاڑی کو جو لکھنؤ سے آئی تھی - رخصت کیا - دوسری گاڑی کرایہ کی - لال گنج کی طرف روانہ ہوے - یہ قصبہ راے بریلی سے کوئی نو دس کوس کے فاصلے پر ہے - شام ہوتے ہوتے پہونچ گئے - رات بھر سراے مین اوترے - فیض علی ضروری سودے سلف کے لیئے بازار گئے - جس کوٹھری مین ہم تھے اوسکے پاس والی کوٹھری مین ایک دیہاتی رنڈی اوتری ہوی تھی - نصیبن نام تھا - گہنے پاتے سے درست تھی - کپڑے بھی اچھے تھے - تھی تو دیہاتی - مگر زبان بہت صاف تھی - لب و لہجہ قصباتیون کا سا تھا - میرے اوسکے دیر تک باتین ہوا کین -

نصیبن - آپ کہان سے آئی ہین - مین - فیض آباد سے -

نصیبن - فیض آباد مین تو میری بہن پیارن رہتی ہے اوسے آپ ضرور جانتی ہونگی

مین - (آخر پہچان گئی کہ مین بھی رنڈی ہون) مین کیا جانون -

نصیبن - فیض آباد مین کون ایسی پتریا ہے جو ہمکو نہین جانتی -

مین - بہت دنون سے ان کے گھر بیٹھ گئی ہون - یہ لکھنؤ مین رہتے ہین - اسلیئے مین بھی اکثر وہین رہتی ہون -

نصیبن - آخر پیدایش تو تمھاری فیض آباد کی ہے نہ ؟

مین - (یہ تو بالکل سچ کہتی ہے - اب کیا جواب دون) ہان پیدا تو وہین ہوی - مگر بچپنے سے باہر رہی -

نصیبن - تو فیض آباد مین کسیکو نہین جانتین -

مین - کسی کو نہین - نصیبن - یہان کیونکر آنا ہوا -

مین - ان کے ساتھ ہون - نصیبن - اور جاوگی کہان -

مین - اوناو - نصیبن - لکھنؤ ہوتی ہوی آئی ہو

مین - ہان -

نصیبن - پھر سیدھا رستہ چھوڑ کے ادھر ہیر پھیر مین کہان آئی ہو - نوبت گنج ہو کے اوناو چلی گئی ہوتین -

مین - راے بریلی مین انکا کچھ کام تھا -

نصیبن - مین نے اسلیے کہا کہ ادھر کا رستہ بہت خراب ہے - ڈاکوون کے مارے

مسافرون کی آمد و رفت بند ہے- پلیہ کے بیہڑ مین سیکڑون کو لوٹ لیا- اوناؤ کا رستہ ادھرہی سے ہوکے ہے- تم تین آدمی ہو- جسمین دو مرد ایک عورت ذات- تمھارے ہاتھ گلے مین گہنا بھی ہے- بھلا تمھاری کیا حقیقت ہے- وہان تو برات مین لٹ جاتی ہین-

مین- تن بہ تقدیر- نصیبن- بڑی دل کی کڑی ہو-

مین- پھر کیا کرون-

اسکے بعد اور ادھر ادھر کی باتین ہوا کین- جنکا دوہرانا کوئی ضروری نہین ہے اور نہ مجھے یاد ہین- ہان مین نے پوچھا-

مین- تم کہان جاؤگی- نصیبن- ہم تو گدائی کو نکلے ہین-

مین- مین نہ سمجھی- نصیبن- اے لو گدائی نہین جانتی- کیسی پتریا ہو-

مین- بہن مین کیا جانون- گدائی تو بھیک مانگنے کو کہتے ہین-

نصیبن- ہمارے دشمن بھیک مانگین- اور سچ پوچھو تو مین کہون- پتریا کی ذات بھک منگی ہے- اسمین ڈیرہ دار ہو- یا نہ ہو-

مین- ہان یہ تو سچ ہے- مگر مجھے نہین معلوم تھا گدائی کسے کہتے ہین-

نصیبن- سال مین ہم لوگ ایک مرتبہ گھر سے نکل کے گاؤن گاؤن پھرتے ہین- امیر رئیسون کے مکان پر جاکے اوترتے ہین- جو کچھ جسکے مقدور ہوتا ہے- ہمین دیتا ہے- کہین مجرا بھی ہوتا ہے- کہین نہین ہوتا-

مین- اچھا اسکو گدائی کہتے ہین- نصیبن- ہان- اب سمجھین-

مین- یہان کسی رئیس کے پاس آئی ہوئی ہو-

نصیبن- یہان سے تھوڑی دور پر ایک شیودھیان سنگہ ایک راجہ کی گڑھی ہے- اونھین کے پاس گئی تھی- راجہ صاحب کو بادشاہی حکم ہوچکا ہے- ڈاکوون کے بندوبست کو گئے ہوئے ہین- کئی دن ٹھہری رہی- آخر دم گھبرایا- یہان چلی آئی- یہان سے دو کوس پر ایک گاؤن ہے سمریہا- وہ گاؤن بالکل پتریون کا ہے- وہان میری خالہ رہتی ہین- کل اون کے پاس جاؤن گی-

مین- پھر کہان جاؤگی- وہین ٹھہری رہون گی- جب راجہ صاحب آجائین گے تو پھر

گڑھی کو جاؤنگی۔ اور بہت سے ڈیرے بھی اونکی انتظار مین ٹھہرے ہوے ہین۔
مین۔ کیا راجہ صاحب کو ناچ مجرے سے بہت شوق ہے۔
نصیبن۔ بہت شوق تھا۔ مین۔ کیون اب کیا ہوا۔
نصیبن۔ جب سے ایک پتریا لکھنؤ سے لائے ہین۔ ہم لوگون کی کوئی قدر نہین رہی
مین۔ اوس پتریا کا کیا نام ہے۔
نصیبن۔ نام تو مجھکو یاد نہین۔ صورت دیکھی ہے۔ گوری گوری سی ہے۔ ذرا چہرہ مہرے کی اچھی ہے۔
مین۔ گاتی تو خوب ہوگی۔
نصیبن۔ خاک۔ گانا وانا کچھ نہین آتا۔ ہان ناچتی ذرا اچھا ہے۔ راجہ صاحب اسی پر لٹو ہین۔
مین۔ کتنے دنون سے وہ پتریا آئی ہے۔
نصیبن۔ کوئی چھ مہینے ہوے ہونگے۔
رات کو مین نے فیض علی سے راستے کی خرابی کا حال بیان کیا۔ اوتھون نے کہا خاطر جمع رکھو ہمنے بندوبست کر لیا ہے۔

دوسرے دن ہم منہ اندھیرے ہم لال گنج کی سرائے سے روانہ ہوے۔ نصیبن کی گاڑی ہمارے پیچھے پیچھے تھی۔ فیض علی گھوڑے پر سوار تھے۔ ہم اور نصیبن باتین کرتے جاتے تھے۔ تھوڑی دور چل کے سمریہا ملا۔ نصیبن نے دور سے ہمکو وہ گاؤن دکھایا۔ سڑک کے کنارے کھیت تھے۔ اونمین کچھ گنواریان پانی دے رہی تھین۔ کچھ کھیت نرا رہی تھین۔ ایک پُرائی چل رہی تھی۔ اوسمین ایک مسٹنڈی عورت دھوتی باندھے بیل ہنکا رہی تھی۔ ایک مُرّے لے رہی تھی۔ نصیبن نے کہا یہ سب پتریا ہین
مین نے دل مین کہا۔ واہ یہ پیشہ بھی کیا۔ پھر اس قدر محنت جو مردون سے بمشکل ہو۔ آخر ان کو پتریا ہونا کیا ضرور تھا۔ مگر ان کی صورتین بھی ایسے ہی کامون کے لائق ہین۔ لکھنؤ مین جو کنڈے والیان دہی والیان۔ گھوسنین آتی ہین اونکی شکل بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ نصیبن یہان سے رخصت ہوئی۔

کوئی دو کوس اور جا کے ایک نشیب ملا- جا بجا بیہڑ- بڑے بڑے غار- سامنے ندی کا کنارہ نظر آیا- دونون طرف دور تک گنجان درختون کی قطار تھی- جب ہم اس موقع پر پہونچے ہین دھوپ اچھی طرح نکل چکی تھی- کوئی پہر بھر دن چڑھا ہوگا اس سڑک پر سوا ہمارے اور کوئی راستے چلتا دکھائی ندیتا تھا- چارون طرف سنّاٹا تھا- ندی کے پاس پہونچ کے فیض علی نے گھوڑا آگے بڑھایا- مین دو کیتی کی دوکتی رہ گئی- وہ یہ جا وہ جا- بہت دور نکل گئے- تھوڑی دور تک گھوڑا نظرون سے غائب رہا- پھر ندی کے اوس پار جا کے معلوم ہوا- ہماری گاڑی اوسی طرح چلی جاتی تھی- گاڑیبان گاڑی ہانک رہا تھا- سائیس گھوڑے کے پیچھے دوڑا چلا گیا تھا- اب مین ہون اور وہ گاڑیبان ہے- اتنے مین دور مین نے دیکھا دس پندرہ گنوار گاڑی کی طرف دوڑے چلے آتے ہین- مین نے دل مین کہا- خدا خیر کرے- تھوڑی دیر مین گنوارون نے آکر گاڑی کو گھیر لیا- سب تلوارین باندھے ہوئے تھے- بندوقین کندھے پر تھین- توڑے سُلگ رہے تھے-

گنوار- (گاڑیبان سے) گاڑی روک- کون ہے گاڑی مین-

گاڑیبان- یہ سواری بریلی سے آئی ہے- اوناؤ کا بھاڑا کیا ہے-

گنوار- روک گاڑی-

گاڑیبان- گاڑی کیون روکین- خانصاحب کے ہان کی زنانی سواری ہے-

گنوار- کوئی مرد ساتھ نہین ہے-

گاڑیبان- مرد آگے بڑھ گئے ہین- آتے ہون گے-

گنوار- اوترو بی بی صاحب گاڑی سے-

ایک- پردہ کھول کے کھینچ لو باہر- سُسری تریا تو ہے- اِسکا پردہ کون-

ایک گنوار آگے بڑھا- گاڑی کا پردہ اولٹ کے مجھے گاڑی سے نیچے اوتار لیا- تین آدمی مجکو گھیر کے کھڑے ہو گئے- اتنے مین ندی کی طرف سے گرد اوٹھی- گھوڑون کی ٹاپون کی آواز آئی- جب گھوڑے قریب آئے مین نے دیکھا آگے فیض علی کا گھوڑا ہے- پیچھے اور دس پندرہ سوار ہین- گنوارون نے دیکھتے ہی بندوقون کی ایک باڑھ ماری- اسمین دو سوار اودھر کے گر پڑے- پھر تلوارین میان

سے لین سوار سپاہی بڑھ آگئے تھے۔ ادھر سے بھی تلواریں کھنچ گئین۔ دو ایک ہاتھ چلے ہون گے تین گنوار ادھر سے زخمی ہو کے گرے۔ ایک سوار اور ادھر گرا گنوار بھاگ نکلے۔ اچھا کہان جاؤ گے۔ دیکھو ندی اوسپار کیا ہوتا ہے۔

گنوارون کے جانے کے بعد مین پھر گاڑی مین بیٹھی۔ جس سوار کے زخم آیا تھا۔ اوسکے پٹیان کسی گیئن۔ وہ بھی گاڑی مین میرے ساتھ بٹھایا گیا۔ گاڑی روانہ ہوئی۔ اب دو سوار ہماری گاڑی کے ادھر ادھر ہاین۔ کچھ آگے ہاین۔ کچھ پیچھے ہاین۔

فیض علی۔ (اپنے ساتھی سے)۔ بھائی فضل علی لکھنؤ سے کسی طرح نکلنا ہی نہین ہوتا تھا۔ بڑی مشکل سے جان چھڑا کے آیا ہون۔

فضل علی۔ یہ ہاین کہتے۔ عیش مین پڑے تھے۔

فیض علی۔ ہان یہ تو کہو گے۔

فضل علی۔ کہین گے کیا۔ تحفہ بھی تو ساتھ ساتھ ہے۔ ذرا بھابھی صاحب کو ہم بھی تو دیکھین۔

فیض علی۔ آپ سے کوئی پردہ ہے۔ دیکھیے۔

فضل علی۔ اچھا۔ ڈیرے پر چل کے بامراد دیکھین گے۔

اتنے مین گاڑی ندی کے کنارے پر پھونچگئی۔ کنارہ بہت اونچا تھا۔ مجھکو گاڑی سے اوتر کے پیدل جانا پڑا۔ بڑی مشکل سے گاڑی دوسرے کنارے تک پھونچی۔ جو زخمی سوار گاڑی مین تھا۔ اوسکے زخم گاڑی کی دھمکان سے کھل گئے تمام گاڑی مین خون ہی خون تھا۔

ندی اوسپار جا کے زخم پھر سے باندھے گئے۔ گاڑی دھوئی گئی۔ پھر مین گاڑی مین سوار ہوئی۔ اب قریب دوپہر دن کے آچکا۔ مجھے شدت سے بھوک لگی ہوئی تھی۔ گاڑی اوسی طرح چل رہی تھی۔ اون لوگون کا ڈیرہ کہین دکھائی نہ دیتا تھا۔ ندی سے کوئی چار کوس پر جا کے ایک گانون کے پاس باغ تھا۔ اسمین چھولدار یان پڑی ہوئی تھین۔ گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ کچھ لوگ کھانا پکا رہے تھے۔ یہان آکر ہماری گاڑی پھونچی۔ ہمارے ساتھ کے

سواروں کو دیکھتے ہی ایک آدمی اُس پڑاؤ سے دوڑا آگے بڑھا۔ اوسنے کچھ فضل علی کے کان مین کہا۔ فضل علی کے چہرے سے تشویش کے آثار ظاہر ہونے تھے۔ وہ فیض علی کے پاس گھوڑا بڑھا کے آئے۔ فیض علی سے چپکے چپکے باتین ہوئین

فیض علی۔ اچھا دیکھا جائے گا۔ کھانا تو کھالو۔

فضل علی۔ کھانا کھانے تک کی مہلت نہین ہے۔ ایسے مین نکل چلو۔

فیض علی۔ اچھا جبتک چھولداریان اوکھاڑیجائین۔ گھوڑون پر زین کسے جائین ہم لوگ کھانا کھالین۔

مین گاڑی سے اوتری۔ ایک آنب کے درخت کے نیچے دری بچھادی گئی۔ سالن کی پتیلیان لاکے رکھی گئین۔ گھی کی تھئی روٹیان موٹی موٹی ٹوکرلون مین آئین۔ مین فیض علی اور فضل علی تین آدمیون نے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانا کھاتے وقت اگرچہ چہرون پر تشویش کے آثار تھے۔ مگر ہنسی مذاق ہوتا جاتا تھا۔

جتنی دیر مین ہم لوگون نے کھانا کھایا۔ چھولداریان اوکھاڑکے ٹٹوون پر لادی گئین۔ زین کسے گئے۔

آخر قافلہ چل نکلا۔

دو ہی تین کوس گئے ہونگے کہ بہت سے سوار اور پیدلون نے آکر گھیر لیا۔ ادھر بھی سب پہلے سے مستعد تھے۔ دونون طرف سے گولیان چلنے لگین۔ اِس لڑائی مین فیض علی میری گاڑی کے آس پاس رہے۔ مین گاڑی کے اندر بیٹھی ہوئی دعائین پڑھ رہی ہون۔ کلیجہ ہاتھون اوچھل رہا ہے۔ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی گاڑی کا پردہ کھول کے دیکھ لیتی ہون۔ یہ گرا وہ گرا۔ آخر دونون طرف کے بہت سے آدمی زخمی ہوے۔ ہمارے ساتھ پچاس ساٹھ آدمی تھے۔ (راجہ دھیان کے آدمی بہت سے تھے۔ ایک پر دس ٹوٹ پڑے۔ بہت زخمی ہوے۔ فضل علی اور فیض علی موقع پاکر نکل گئے۔ دس بارہ آدمی اور گرفتار ہوے۔ انھین گرفتارون مین مین بھی تھی۔

ہم لوگون کی گرفتاری کے بعد گاڑیبان نے منت سماجت کرکے رہائی حاصل کی۔